سورة يوسف

آيات ۲۱ - ۲۹

وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَكَذٰلِكَ
مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۫ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٢١ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝٢٢ وَ
رَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ
اَحْسَنَ مَثْوَايَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝٢٣ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ
كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝٢٤ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ
قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝٢٥ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ
قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝٢٦ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝٢٧
فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ۝٢٨
يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۖ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ۝٢٩ ع

وَقَالَ الَّذِی اشۡتَرٰىهُ مِنۡ مِّصۡرَ لِامۡرَاَتِهٖۤ اَكۡرِمِیۡ مَثۡوٰىهُ عَسٰۤى اَنۡ یَّنۡفَعَنَاۤ اَوۡ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوۡسُفَ فِی الۡاَرۡضِ ۫

وَقَالَ الَّذِی - اور کہا اس شخص نے جس نے

اشۡتَرٰىهُ مِنۡ مِّصۡرَ - خریدا اس (یوسفؑ) کو مصر سے

اِشْتَرٰی یَشْتَرِیْ ، اِشْتِرَآءً - خریدنا، بیچنا (VIII)

لِامۡرَاَتِهٖۤ - اپنی عورت (یعنی بیوی) سے

اِمْرَاَۃ عورت، بیوی

تفصیل آگے اضافی مواد کے حصے میں

اَكۡرِمِیۡ مَثۡوٰىهُ - تو عزت دے اس (کے ٹھکانے) کو

اَکْرَمَ یُکْرِمُ ، اِکْرَاماً - عزت کرنا، باعزت رکھنا

مَثْوٰی ٹھکانا، گھر، رہائش گاہ

عَسٰۤى اَنۡ یَّنۡفَعَنَاۤ - ہو سکتا ہے وہ نفع دے ہم کو

عَسٰی - امید ہے، شاید کہ، ہو سکتا ہے (امیدِ غالب کے لیے)

اَوۡ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا - یا بنالیں ہم اسے بیٹا

اِتَّخَذَ یَتَّخِذُ ، اِتِّخَاذاً پکڑنا، بنانا (VIII)

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوۡسُفَ - اور اس طرح قدم جمائے ہم نے یوسف کے

مَکَّنَ یُمَکِّنُ ، تَمْکِیْناً - جگہ دینا (II)

فِی الۡاَرۡضِ - سرزمین (مصر) میں

وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ؕ وَ اللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۲﴾

وَلِنُعَلِّمَهٗ - اور تاکہ ہم تعلیم دیں اس کو

عَلَّمَ يُعَلِّمُ ، تَعْلِيْماً - سکھانا (II)

مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ - معاملہ فہمی کی

(أ و ل) أَوَّلَ يُئوِّلُ ، تأوِيْلاً کسی چیز کا اصل کی طرف رجوع ہونا، کسی چیز کو اس کی غایت کی طرف لوٹانا، مرادِ اصلی، تفسیر، تاویل (II)

اَحَادِيْث ، حَدِيْث کی جمع (باتیں)

تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْث: معاملہ فہمی، بصیرت، حقیقت رسی (تعبیرِ خواب بھی)

وَ اللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ - اور اللہ غالب ہے، اپنے کام پر

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ - لیکن اکثر انسان

لَا يَعْلَمُوْنَ - نہیں جانتے (اس حقیقت کو)

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ - اور جب وہ پہنچا اپنی پختگی کو

بَلَغَ يَبْلُغُ ، بُلُوغاً - پہنچنا

اَشُدَّ - زور، جوانی، قوت، پختگی، جوبن

اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا - تو عطا فرمائی ہم نے اسے حکمت اور علم

اٰتٰى يُؤْتِى ، اِيْتَآءً - دینا

حُكْم - کسی چیز کے متعلق فیصلہ کرنا

وَ كَذٰلِكَ - اور اسی طرح

نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ - ہم جزا دیتے ہیں اچھے کام کرنے والوں کو

مُحْسِن - احسان کرنے والا، بھلائی کرنے والا

وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِن مِّصْرَ لِامْرَأَتِهِ أَكْرِمِي مَثْوَاهُ عَسَىٰ أَن يَنفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا ۚ وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهُ مِن تَأْوِيلِ
الْأَحَادِيثِ ۚ وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢١﴾ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿٢٢﴾

مصر کے جس شخص نے اسے خریدا اس نے اپنی بیوی سے کہا "اِس کو اچھی طرح رکھنا، بعید نہیں کہ یہ ہمارے لیے مفید ثابت ہو یا ہم اسے بیٹا بنا لیں" اس طرح ہم نے یوسفؑ کے لیے اُس سرزمین میں قدم جمانے کی صورت نکالی اور اسے معاملہ فہمی کی تعلیم دینے کا انتظام کیا اللہ اپنا کام کر کے رہتا ہے، مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں

اور جب وہ اپنی پوری جوانی کو پہنچا تو ہم نے اسے قوت فیصلہ اور علم عطا کیا، اِس طرح ہم نیک لوگوں کو جزا دیتے ہیں

The man from Egypt who bought him said to his wife: "Take good care of him, possibly he might be of benefit to us or we might adopt him as a son." Thus We found a way for Joseph to become established in that land and in order that We might teach him to comprehend the deeper meaning of things. Allah has full power to implement His design although most people do not know that.

And when Joseph reached the age of maturity, We granted him judgement and knowledge. Thus do We reward those who do good.

وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ٘

حضرت یوسف (علیہ السلام) کی زندگی کا نیا موڑ

- جس قافلے نے یوسفؑ کو کنویں سے نکالا اور ساتھ مصر لے گئے انہوں نے مصر پہنچتے ہی یوسفؑ کو فروخت کر دیا
- جس شخص نے یوسفؑ کو قافلے والوں سے خریدا، بائبل میں اس کا نام فوطیفار (Potiphar) آیا ہے، قرآن مجید آگے چل کر اسے "عزیز" کے لقب سے یاد کرتا ہے، اور پھر ایک دوسرے موقع پر یہی لقب حضرت یوسف (علیہ السلام) کے لیے بھی استعمال کرتا ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص مصر میں کوئی بہت بڑا عہدہ دار یا صاحب منصب تھا
- "عزیز" کے معنی ایسے بااقتدار شخص کے ہیں جس کی مزاحمت نہ کہ جاسکتی ہو، بعض روایات کے مطابق شاہی باڈی گارڈ کا افسر اعلیٰ تھا اور طبیعت کا نہایت شریف آدمی تھا (عبداللہ بن عباسؓ کی روایت کے مطابق وہ شاہی خزانے کا افسرِ اعلیٰ تھا)
- عزیز مصر نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس کو اچھی طرح رکھنا، اس کا اکرام کرنا، بعید نہیں کہ یہ ہمارے لیے مفید ثابت ہو یا ہم اس کو بیٹا بنالیں۔ حضرت یوسف کو بیٹا بنانے کی خواہش سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید اس کے ہاں اولاد نہیں تھی۔

← عزیز مصر کا بیوی سے یہ مکالمہ اس بات کا غماز ہے کہ اُس نے آپ کے حلیے، بات چیت، چال ڈھال اور انداز سے سمجھ لیا کہ یہ معاشَرے کے کس طبقے سے آیا ہے؟ خاندانی پسِ منظر اور آپ کی تربیت کا اندازہ لگالیا

← عزیز مصر کی بیوی کا نام قرآن مجید نے نام نہیں لیا (محض "عزیز کی عورت" سے یاد کیا ہے)۔ تلمود میں اس عورت کا نام زُلیخا (Zeliha) آیا ہے۔ یہیں سے یہ نام مسلمانوں کی روایات میں مشہور ہوا۔ یہ جو ہمارے ہاں عام شہرت ہے کہ بعد میں اس عورت سے حضرت یوسفؑ کا نکاح ہوا، اس کی کوئی اصل نہیں ہے، نہ قرآن میں اور نہ اسرائیلی تاریخ میں۔ در حقیقت یہ ایک نبی کے مرتبے سے بہت فروتر ہے کہ وہ کسی ایسی عورت سے نکاح کرے جس کی بد چلنی کا اس کو ذاتی تجربہ ہو چکا ہو

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوۡسُفَ فِى الۡاَرۡضِ‌ ۚ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنۡ تَاۡوِيۡلِ الۡاَحَادِيۡثِ‌ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمۡرِهٖ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ‏ ﴿۲۱﴾

تمکن فی الارض: مصر میں یوسف علیہ السلام کی آمد سے اللہ تعالیٰ نے یوسفؑ کو اس دور کی متمدن ترین مملکت میں پہنچادیا اور وہاں آپ کی رہائش کا بندوبست بھی کیا تو کسی جھونپڑی میں نہیں بلکہ ملک کے ایک بہت بڑے صاحب حیثیت شخص کے گھر میں اور وہ بھی محض ایک غلام کے طور پر نہیں بلکہ خصوصی عزت واکرام کے انداز میں۔

- جس کارِ عظیم اور جس مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو مصر پہنچایا اسکے تمام اسباب بھی اللہ نے فراہم کر دیئے

☜ یوسف (علیہ السلام) کو مصر میں جس طرح ایک صالح انقلاب برپا کرنا تھا جو اقتدار کو ہاتھ میں لیے بغیر ممکن نہ تھا اس کے لیے نہایت ضروری تھا کہ آپ کے اندر وہ سمجھ بوجھ، وہ باریک بینی اور وہ بلند نگاہ پیدا ہو جس سے آپ آسانی سے حالات کو سمجھ سکیں۔آپ کے دل و دماغ میں وہ پاکیزگی اور وہ بالیدگی پیدا ہو جس سے آپ ہر بات کو گہرائی میں اتر کر جان سکیں۔ چنانچہ ان صلاحیتوں کو پیدا کرنے کے لیے ضروری تھا کہ آپ مصر کی سوسائٹی کو قریب سے دیکھیں، اور یہ مواقع آپ کو عزیزِ مصر کے پاس رہنے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے

☜ آپ کو بچپن اور لڑکپن سے صحرا میں نیم خانہ بدوشی کے ماحول کی خصوصیات، گھر کی تربیت، قبیلے کے ماحول اور پدرانہ نبوت کے فیض سے جو صفات ملیں ان میں پاکیزہ اخلاق، بلند کردار، توکل علی اللہ، سلیم الطبعی، آزاد زندگی کا تصور، عزت نفس کی پاسداری، سہاروں کی عدم احتیاج اور بڑے سے بڑے خطرے سے ٹکرا جانے کا حوصلہ جیسی صفات شامل ہیں

- مصر میں آکر آپ کو جدید مدن کے تہذیبی معاشرے (Civic Society) کو سمجھنے، وہاں کے اخلاقی زوال کا مشاہدہ کرنے، اور حکومتی معاملات کے رموز جاننے کا موقع ملا جو آئندہ ایک بڑی سلطنت کا نظم و نسق چلانے کے لیے پیش خیمہ ثابت ہوئے

- اس آیتِ کریمہ میں اس بات کا ذکر کہ کس طرح اللہ نے یوسفؑ کو سرزمینِ مصر میں استحکام، پائیداری اور قوت عطا فرمائی

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۲﴾

حضرت یوسف کو " حکم اور علم " عطا کیا جانا

- اللہ تعالیٰ جن مقدس ہستیوں کو اپنے فیضان نبوت و رسالت سے نواز نا چاہتا ہے ان کو ایسی خصوصیات سے نواز تا ہے کہ وہ عام لوگوں سے ممتاز ہوتے ہیں، انسانی معاشروں میں رہتے ہوئے انسانی رویوں، انسانی نفسیات اور معاشروں کا قریب سے مشاہدہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و کمال میں برابر اضافہ کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ جب وہ عمر کے اس حصہ میں پہنچتے ہیں جس میں ان کی جسمانی و عقلی قوتیں اور فطری قوتیں پوری طرح نشو و نما پا کر اپنے تمام و کمال تک پہنچ جاتی ہیں تو اللہ انہیں نبوت و رسالت سے سرفراز فرماتا ہے
- آپؑ نے عزیزِ مصر کے گھر کئی سال گذارے یہاں تک کہ جوان ہوئے اور جسمانی اور عقلی بلوغ تک پہنچ (اس تمام عرصے کا تذکرہ قرآنِ مجید میں چھوڑ دیا گیا) ۔ اس عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت عطا کی (ابنِ عباسؓ کے قول کے مطابق ۳۳سال کی عمر میں اور ایک دوسرے قول کے مطابق ۴۰ سال کی عمر میں آپ کو نبوت ملی)
- حکم سے مراد قوت فیصلہ بھی ہے اور حکومت بھی اور یہ دونوں ہی چیزیں حضرت یوسف علیہ السلام کو عطا ہوئیں۔ پس اللہ کی طرف سے کسی بندے کو حکم عطا کیے جانے کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے انسانی زندگی کے معاملات میں فیصلہ کرنے کی اہلیت بھی عطا کی اور اختیارات بھی تفویض فرمائے
- علم سے مراد وہ علم ہے جو انبیاء علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ سے عطا ہوتا ہے

وَ رَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَ غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَ قَالَتْ هَیْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾

وَ رَاوَدَتْهُ - اور پھسلایا اسے (یوسفؑ کو) | (ر و د) | رَاوَدَ یُرَاوِدُ ، مُرَاوَدَۃً - بہکانا، پھسلانا، گناہ کی ترغیب دینا (III)

الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا - اس عورت نے کہ جس کے گھر میں وہ تھا

عَنْ نَّفْسِهٖ - اپنے نفس (کو تھامنے) سے

غَلَّقَ یُغَلِّقُ ، تَغْلِیْقاً - بند کرنا، کسی چیز کا دوسری چیز میں پھنس جانا (II)

وَ غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ - اور بند کر لیے سب دروازے | غَلَّقَ - مبالغے کے معنی دیتا ہے (یعنی دروازے اچھی طرح بند کیے

وَ قَالَتْ هَیْتَ لَكَ - اور کہنے لگی : یہاں آؤ | هَیْتَ - (فعل امر) - یہاں آؤ | (هَیَّتَ یُهَیِّتُ ، تَهْیِیْتًا - آواز دینا، بلانا)

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ - (یوسفؑ نے) کہا : اللہ کی پناہ | عَاذَ یَعُوْذُ عَوْذاً و مَعاذاً - پناہ لینا

اِنَّهٗ رَبِّیْۤ - بیشک وہ میرا رب ہے | رَبّ * - پروردگار، پالنے والا، آقا، مالک، صاحب | یہاں رَبّ کن معنی میں ؟

اَحْسَنَ مَثْوَایَ - اس نے اچھا بنایا میرا ٹھکانا | مَثْوَایَ - میرا ٹھکانا، میری قیام گاہ، میری مہمانی

اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ - حقیقت یہ ہے کہ فلاح نہیں پاتے ظالم لوگ

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْۗءَ وَالْفَحْشَاۗءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۲۴

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ - اور بیشک وہ ارادہ کرچکی تھی اس کا

هَمَّ يَهُمُّ ، هَمّاً - خواہش کرنا، قصد کرنا، ارادہ کرنا (وہ ارادہ کے ہیں جو ابھی دل میں ہو)

وَهَمَّ بِهَا - اور وہ (بھی) ارادہ کرتے اس عورت کا

لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ - اگر نہ ہوتا کہ اُس نے دیکھا

بُرْهَانَ رَبِّهٖ - اپنے رب کی روشن دلیل کو

بُرْهَان - دلیل، حجت

كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ - ایسا ہی ہوا تاکہ دور کردیں اُس سے

صَرَفَ يَصْرِفُ ، صَرْفٌ - دور کرنا، پھیرنا، ہٹانا

السُّوْۗءَ وَالْفَحْشَاۗءَ - بُرائی کو بے حیائی کو

سُوْء - برائی

فَحْشَآء - بے حیائی، وہ گناہ و معصیت جو بہت ہی بری اور پلید ہو

سُوْء اور فَحْشَآء کو مدمقابل ذکر کرنے کے قرینہ (سُوْء سے مراد چھوٹی برائی /گناہ اور فَحْشَآء سے مراد بڑے گناہ)

اِنَّهٗ - بیشک وہ (تھا)

مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ - ہمارے پاک کئے ہوئے بندوں میں سے

وَ رَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَ غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَ قَالَتْ هَیْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ
الظّٰلِمُوْنَ ۲۳ وَ لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَ هَمَّ بِهَا لَوْ لَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَ الْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ ۲۴

جس عورت کے گھر میں وہ تھا وہ اُس پر ڈورے ڈالنے لگی اور ایک روز دروازے بند کر کے بولی "آ جا" یوسفؑ نے کہا "خدا کی پناہ، میرے رب نے تو مجھے اچھی منزلت بخشی (اور میں یہ کام کروں!) ایسے ظالم کبھی فلاح نہیں پایا کرتے"

وہ اُس کی طرف بڑھی اور یوسفؑ بھی اس کی طرف بڑھتا اگر اپنے رب کی برہان نہ دیکھ لیتا ایسا ہوا، تاکہ ہم اس سے بدی اور بے حیائی کو دور کر دیں، در حقیقت وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا

And it so happened that the lady in whose house Joseph was living, sought to tempt him to herself, and one day bolting the doors she said: "Come on now!" Joseph answered: "May Allah grant me refuge! My Lord has provided an honourable abode for me (so how can I do something so evil)? Such wrong-doers never prosper. And she advanced towards him, and had Joseph not perceived a sign from his Lord he too would have advanced towards her. Thus was Joseph shown a sign from his Lord that We might avert from him all evil and indecency, for indeed he was one of Our chosen servants.

وَ رَاوَدَتۡهُ الَّتِىۡ هُوَ فِىۡ بَيۡتِهَا عَنۡ نَّـفۡسِهٖ وَغَلَّقَتِ الۡاَبۡوَابَ وَقَالَتۡ هَيۡتَ لَـكَ‌ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ‌ اِنَّهٗ رَبِّىۡۤ اَحۡسَنَ مَثۡوَاىَ‌ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفۡلِحُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۲۳﴾

حضرت یوسف علیہ السلام کی آزمائش کا دوسرا مرحلہ

- یوسفؑ کی آزمائش کا پہلا مرحلہ بھائیوں کے حسد اور ان کی نفرت اور عداوت کا تھا جس کے نتیجہ میں انھیں ایک اندھے کنوئیں میں پھینکا گیا۔ آپ کی آزمائش کا دوسرا مرحلہ عزیز مصر کی بیوی کی طرف سے عشق و محبت کی شکل میں نمودار ہوا
- عزیز مصر کی بیوی حضرت یوسف پر فریفتہ ہو گئی۔ وہ برابر آپ کو پھسلاتی رہی۔ یہاں تک کہ ایک روز موقع پا کر اس نے کمرہ کا دروازہ بند کرلیا۔
- یہ اس وقت کے تمدن کا صحیح نقشہ ہے، کہ امراء کی عورتیں عام طور پر عصمت فروشی اور شہوات نفسانی میں اس انتہا پر پہنچی ہوئی تھیں کہ اپنے غلاموں سے یہ تعلق بنانے میں بھی انہیں باک نہیں تھا
- خود عورت کی طرف سے دعوتِ گناہ، پھر اس ترغیب اور دعوت گناہ میں رکاوٹ بننے والی اور حائل ہونے والی بظاہر کسی چیز کا نہ ہونا، لیکن آپ نے اپنے آپ کو نفس کے حوالے کرنے کی بجائے آپ نے اپنے رب کو یاد کیا اور اللہ کی پناہ طلب کی

گناہ کے مواقع اور ایسے سخت اور بحرانی حالات میں شیطانی وسوسوں کے درمیان نجات کے لیے ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے خدا کی طرف پناہ لی جائے ورنہ انسان کے لیے بچنا بہت مشکل ہے

- یہاں رب سے مراد آقا (یعنی عزیزِ مصر بھی) لیا جا سکتا ہے (لغت کے اعتبار سے) اور مفسرین کی اکثریت نے یہی مراد لیا ہے۔ مگر یہ بات ایک نبی کے درجے سے کہیں فروتر ہے کہ وہ ایک گناہ سے باز رہنے میں اللہ تعالیٰ کے بجائے کسی بندے کا لحاظ کرے اور قرآنِ مجید میں کوئی ایسی نظیر بھی موجود نہیں ہے کہ کسی نبی نے خدا کے سوا کسی اور کو اپنا رب کہا ہو

وَلَقَدۡ هَمَّتۡ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوۡلَاۤ اَنۡ رَّاٰ بُرۡهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصۡرِفَ عَنۡهُ السُّوۡٓءَ وَالۡفَحۡشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُخۡلَصِيۡنَ ۝٢٤

اللہ کی برہان

- "(عزیز کی) عورت نے یوسفؑ کا ارادہ کیا اور یوسفؑ بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر وہ اپنے پروردگار کی دلیل و حجت نہ دیکھ لیتا"
- بعض مفسرین نے اور اس قصے کی لکھی گئ تفصیلات میں درج کیا ہے کہ جب اس عورت نے یوسف علیہ السلام کو دعوتِ گناہ دی تو آپ کو اس وقت کوئی خصوصی جلوہ دکھایا گیا (جسے برہان کہا گیا ہے) کہ آپ یہ کام نہ کریں اور آپ اس کام سے باز رہے
- گویا انکا دعوتِ گناہ کو رد کرنا محض اللہ کی مداخلت (Divine Intervention) سے ہوا اور اس میں یوسف علیہ السلام کا گناہ و جرم کا تصور، انکی اخلاقیات، تربیت، اللہ کے احسانات کا سپاس، اور ان کا اللہ کی طرف رجوع جیسے عوامل و عناصر کا کوئی دخل نہ تھا
- بلا شبہ اللہ کی مشیئت، اور اس کی توفیق کے بغیر گناہوں سے بچنا ممکن نہیں لیکن برہان کی یہ تشریح قرآنی تصور سے بعید تر ہے
- اللہ کی طرف سے جو برہان انبیاء علیہم السلام کو دکھائی یا دی جاتی ہے وہ علم یقینی ہے جو کسی محسوس ذریعہ ادراك سے نہیں بلکہ اس قوت کے ذریعے سے ودیعت ہوتا ہے جو تمام ادراکات و محسوسات کا مرکز ہے۔ جس کو نفس، ضمیر، وجدان اور قلب کہا جاتا ہے
- انبیاء علیہ السلام اس برہان الہی کو اپنے پورے وجود کے ساتھ وصول کرتے ہیں۔ اسی لیے اس برہان سے یقین کی اس منزل پر فائز ہو جاتے ہیں جہاں کسی قسم کے شک و تردد کی گنجائش نہیں ہوتی اور یقین کی اسی منزل سے عصمت شروع ہوتی ہے (جیسا کہ عام انسان دنیاوی مسائل میں اگر یقین کی اسی منزل پر ہو تو وہ بھی جان بوجھ کر خلاف ورزی نہیں کرتا۔ مثلاً کوئی عاقل انسان جان بوجھ کر اپنے آپ کو آگ کے بھٹے میں نہیں ڈالتا چونکہ انجام کا علم ہے)

وَلَقَدۡ هَمَّتۡ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوۡلَاۤ اَنۡ رَّاٰ بُرۡهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصۡرِفَ عَنۡهُ السُّوۡٓءَ وَالۡفَحۡشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُخۡلَصِيۡنَ ﴿۲۴﴾

- اس بات کی مزید تائید اور وضاحت كَذٰلِكَ لِنَصۡرِفَ عَنۡهُ السُّوۡٓءَ سے ہو جاتی ہے کہ انبیاءؑ کی عصمت کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ ان سے گناہ کی قوت سلب ہو جاتی ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء اگرچہ گناہ کرنے پر قادر ہوتے ہیں اور خواہشات بھی رکھتے ہیں لیکن اپنے محکم یقین کی وجہ سے گناہ کے مرتکب نہیں ہوتے۔ دوسرے لفظوں میں ان کا مضبوط یقین، خواہشات پر غالب آ جاتا ہے جب کہ غیر معصوم میں خواہشات، یقین پر غالب آ جاتی ہیں۔
- یہاں پھر "برہانِ ربی" سے مراد حرمت زنا کی وہ قطعی دلیل جو آپ کو معلوم تھی یا آپ کی جبلی طہارت اور فطری عصمت جو نفوس انبیاء کا خاصہ لازمہ ہے
- قرآن مجید قطعیت کے ساتھ تصریح کرتا ہے کہ عورت کے ورغلانے کے عمل اور دروازے بند کرکے حضرت یوسف کو علانیہ دعوت گناہ دینے کو حضرت یوسفؑ نے بغیر تامل کے رد کر دیا انھوں نے حدود اللہ کو یاد کیا، اللہ کے انعامات کو یاد کیا...
- یہی تشریح و تفسیر اللہ کے ایک برگزیدہ بندے اور پیغمبر کے شایانِ شان ہے۔ اس کے مقابل اسرائیلیات پر مبنی بیانیہ ملاحظہ ہو:

" یوسف علیہ السلام بھی (ایک عام نوجوان کی طرح) اس آخری فعل کے ارتکاب پر مائل تھے، آگے بڑھ رہے تھے اور اللہ تعالیٰ ان کو برہان پر برہان دکھا رہا تھا مگر وہ رک نہ رہے تھے۔ اس تنہا خانے میں حضرت یعقوبؑ کی تصویر ظاہر ہوئی اور انھوں نے اپنی انگلی دانتوں میں دبا رکھی تھی۔ اور ان کے سامنے ایک ایسی تختی اچانک آ گئی جس کے اوپر آیات قرآنی مکتوب تھیں۔ (قرآنی آیات؟) جس میں یہ لکھا تھا کہ ایسے کام سے باز آ جاؤ، لیکن وہ پھر بھی نہ رکے تو اللہ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا اور کہا کہ پہنچو میرا بندہ گرنے لگا ہے۔ وہ آئے اور انھوں نے حضرت یوسف کو سینے میں ایک ضرب لگائی" یہ اور ایسی دیگر متعدد روایات واضح طور پر بتا رہی ہیں کہ یہ جعلی اور بناوٹی ہیں"

وَ اسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّ اَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾

وَ اسْتَبَقَا الْبَابَ - اور وہ دونوں دوڑے دروازے کو

اِسْتَبَقَ يَسْتَبِقُ ، اِسْتِبَاقاً - دوڑ میں مقابلہ کرنا (X)

وَقَدَّتْ قَمِيصَهٗ - اور اس عورت نے پھاڑی اس (یوسفؑ) کی قمیص

قَدَّ يَقُدُّ ، قَدٌّ - پھاڑ دینا (کسی چیز کو لمبائی میں کاٹنا یا پھاڑنا)

مِنْ دُبُرٍ - پیچھے سے

دُبُر - پیچھے

وَّ اَلْفَيَا - اور دونوں نے پایا

اَلْفٰى يُلْفِىْ ، اِلْفَآءٌ - پانا (IV)

سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ - عورت کے آقا کو دروازے کی پاس

سَيِّدَ - سردار، آقا، مالک، شوہر

لَدَا - پاس (لَدُنْ کی طرح)

قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ - (اس عورت نے) کہا کیا اس کی سزا ہے جس نے

اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا - ارادہ کیا تیرے گھر والوں سے ایک برائی کا

اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ - سوائے اس کے کہ وہ قید کیا جائے

سَجَنَ يَسْجُنُ ، سَجْناً - قید کرنا

سِجْن - جیل

اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ - یا (دیا جائے اُسے) عذاب، دردناک

قَالَ هِيَ رَاوَدَتۡنِيۡ عَنۡ نَّفۡسِيۡ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۡ اَهۡلِهَا ۚ اِنۡ كَانَ قَمِيۡصُهٗ قُدَّ مِنۡ قُبُلٍ فَصَدَقَتۡ وَهُوَ مِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ ﴿۲۶﴾

قَالَ هِيَ رَاوَدَتۡنِيۡ - یوسف نے کہا کہ اِس نے ہی مجھے پھسلایا

عَنۡ نَّفۡسِيۡ - اپنا نفس (تھامنے) سے

وَ شَهِدَ شَاهِدٌ - اور گواہی دی ایک گواہی دینے والے نے

شَهِدَ يَشْهَدُ ، شَهَادَةً - گواہی دینا

مِّنۡ اَهۡلِهَا - اس عورت کے گھر والوں میں سے

اَهْل گھر والے

اِنۡ كَانَ قَمِيۡصُهٗ - اگر ہے اُس (یوسفؑ) کی قمیص

قُدَّ مِنۡ قُبُلٍ - پھٹی ہوئی آگے سے

فَصَدَقَتۡ - تو عورت سچی ہے

صَدَقَ يَصْدَقُ ، صِدْقٌ سچ کہنا

وَهُوَ مِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ - اور وہ (یوسفؑ) جھوٹ کہنے والوں میں سے ہے

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ۭ قَالَتْ مَا جَزَاۗءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْۗءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ۝ ٢٥ قَالَ هِىَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ ٢٦

آخر کار یوسفؑ اور وہ آگے پیچھے دروازے کی طرف بھاگے اور اس نے پیچھے سے یوسفؑ کا قمیص (کھینچ کر) پھاڑ دیا دروازے پر دونوں نے اس کے شوہر کو موجود پایا اسے دیکھتے ہی عورت کہنے لگی، "کیا سزا ہے اس شخص کی جو تیری گھر والی پر نیت خراب کرے؟ اِس کے سوا اور کیا سزا ہو سکتی ہے کہ وہ قید کیا جائے یا اسے سخت عذاب دیا جائے - یوسفؑ نے کہا "یہی مجھے پھانسنے کی کوشش کر رہی تھی" اس عورت کے اپنے کنبہ والوں میں سے ایک شخص نے (قرینے کی) شہادت پیش کی کہ "اگر یوسفؑ کا قمیص آگے سے پھٹا ہو تو عورت سچی ہے اور یہ جھوٹا

Then both of them rushed to the door, each seeking to get ahead of the other, and she tore Joseph's shirt from behind. Then both of them found the husband of the lady at the door. Seeing him she said: "What should be the punishment of him who has foul designs on your wife except that he should be imprisoned or subjected to painful chastisement? Joseph said: "It is she who was trying to tempt me to herself." And a witness belonging to her own household testified (on grounds of circumstantial evidence): "If his shirt is torn from the front, then she is telling the truth and he is a liar.

محمد اقبال

وَ اسْتَبَقَا الْبَابَ وَ قَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّ اَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّاۤ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَ شَهِدَ
شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَ هُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾

زوجہ عزیز مصر کا فریب اور اس کی رسوائی

- حضرت یوسفؑ نے جب دیکھا کہ عزیز کی بیوی (زُلیخا) کی نیت خراب ہے اور اس پر شیطنت کا بھوت سوار ہے تو آپ اس سے بچنے کے لیے دروازے کی طرف بھاگے۔ تو وہ بھی ان کے پیچھے دوڑی اور پیچھے سے آپ کا کرتا پکڑ لیا۔ کھینچ تان میں پیچھے کا دامن پھٹ گیا۔ تاہم حضرت یوسفؑ دروازہ کھول کر باہر نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ دروازہ کے باہر اتفاق سے عورت کا شوہر موجود تھا۔ اس کو دیکھتے ہی زلیخا نے فوراً پینترا بدلا اور اس کی غیرت کو للکارتے ہوئے بولی کہ اس لڑکے نے مجھ پر دست درازی کی ہے اور میں نے بڑی مشکل سے خود کو بچایا ہے۔ اب اس سے آپ ہی سمجھیں اور اسے کوئی عبرت ناک سزا دیں۔
- ایک لمحہ پہلے وہ جس شخص سے اظہار محبت کر رہی تھی۔ ایک لمحہ بعد اس پر جھوٹا الزام لگانے لگی۔
- حضرت یوسفؑ نے بتایا کہ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ اب سوال یہ تھا کہ فیصلہ کیسے کیا جائے کہ غلطی کس کی ہے؟ کوئی تیسرا شخص موقع پر موجود نہیں تھا جو عینی گواہی دے
- قرآن کے بیان کے مطابق اس موقع پر اس عورت کے رشتہ داروں میں سے کوئی موجود تھا جس نے شہادت احوال یعنی موجود قرائن (Circumstantial Evidence) پر فیصلہ دیا اور نزاع ختم ہو گیا۔
- اس شخص نے فیصلہ دیا کہ یوسفؑ کی قمیص دیکھی جائے اگر آگے سے قمیص پھٹی ہوئی ہے اور تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مردِ حملہ آور ہے اور عورت مدافع ہے۔ لہٰذا وہ سچی اور یہ جھوٹا ہے اور اگر قمیص پیچھے سے پھٹی ہے تو وہ بھاگ رہا تھا اور یہ اسے پکڑ کر کھینچ رہی تھی لہٰذا یہ جھوٹی ہے اور وہ سچا ہے۔

وَ اِنۡ کَانَ قَمِیۡصُهٗ قُدَّ مِنۡ دُبُرٍ فَکَذَبَتۡ وَ هُوَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِیۡصَهٗ قُدَّ مِنۡ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنۡ کَیۡدِکُنَّ ؕ اِنَّ کَیۡدَکُنَّ عَظِیۡمٌ ﴿۲۸﴾

وَ اِنۡ کَانَ قَمِیۡصُهٗ - اور اگر ہے اُس (یوسفؑ) کی قمیص

قُدَّ مِنۡ دُبُرٍ - پھٹی ہوئی پیچھے سے

فَکَذَبَتۡ - تو وہ عورت جھوٹی ہے

وَ هُوَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ - اور وہ (یوسفؑ) ہے سچ کہنے والوں میں سے

فَلَمَّا رَاٰ قَمِیۡصَهٗ - پھر جب اس (شوہر نے دیکھا) اس کی قمیص کو

رَأَى يَرَى ، رُؤيَةً - دیکھنا...

قُدَّ مِنۡ دُبُرٍ - (تو) وہ پھٹی ہوئی تھی پیچھے سے

قَالَ - (تو اس نے) کہا

اِنَّهٗ مِنۡ کَیۡدِکُنَّ - بیشک یہ تم عورتوں کی چالبازی میں سے ہے

کَیْد - چال، تدبیر، فریب

اِنَّ کَیۡدَکُنَّ عَظِیۡمٌ - بیشک تم عورتوں کی چالبازی عظیم ہے

يُوسُفُ اَعۡرِضۡ عَنۡ هٰذَا ٚ وَ اسۡتَغۡفِرِىۡ لِذَنۡۢبِكِ ۚۖ اِنَّكِ كُنۡتِ مِنَ الۡخٰطِـِٕيۡنَ ﴿۲۹﴾ ع

يُوۡسُفُ - اے یوسفؑ

اَعۡرِضۡ عَنۡ هٰذَا - در گزر کرو اس معاملے سے

اَعْرَضَ يُعْرِضُ ، اِعْرَاضٌ اعراض کرنا، در گزرنا، مخفی رکھنا، نظر انداز کرنا (IV)

وَ اسۡتَغۡفِرِىۡ لِذَنۡۢبِكِ - اور (اے عورت) تو معافی مانگ اپنے قصور کی

اِسْتَغْفَرَ يَسْتَغْفِرُ ، اِسْتِغْفَاراً بخشش مانگنا، معافی مانگنا

ذَنْبٌ گناہ

اِنَّكِ كُنۡتِ - بیشک تو ہی ہے

مِنَ الۡخٰطِـِٕيۡنَ - خطا کرنے والوں میں سے

وَ اِنۡ كَانَ قَمِيۡصُهٗ قُدَّ مِنۡ دُبُرٍ فَكَذَبَتۡ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيۡصَهٗ قُدَّ مِنۡ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنۡ كَيۡدِكُنَّ ؕ
اِنَّ كَيۡدَكُنَّ عَظِيۡمٌ ﴿۲۸﴾ يُوۡسُفُ اَعۡرِضۡ عَنۡ هٰذَا ٚ وَاسۡتَغۡفِرِىۡ لِذَنۡۢبِكِ ۖ ۚ اِنَّكِ كُنۡتِ مِنَ الۡخٰطِـِٕيۡنَ ﴿۲۹﴾

اور اگر اس کا قمیص پیچھے سے پھٹا ہو تو عورت جھوٹی ہے اور یہ سچا
جب شوہر نے دیکھا کہ یوسفؑ کا قمیص پیچھے سے پھٹا ہے تو اس نے کہا "یہ تم عورتوں کی چالاکیاں ہیں، واقعی بڑے غضب کی ہوتی ہیں تمہاری چالیں
یوسفؑ، اس معاملے سے در گزر کر اور اے عورت، تو اپنے قصور کی معافی مانگ، تو ہی اصل میں خطاکار تھی"

But if his shirt is torn from behind, then she has lied, and he is truthful.
So when the husband saw Joseph's shirt torn from behind he exclaimed: "Surely, this is one of the tricks of you women; your tricks are indeed great.
Joseph, disregard this. And you - woman - ask forgiveness for your sin, for indeed it is you who has been at fault.

محمد اقبال

فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ وَ اسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۖۚ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿۲۹﴾

عزیز مصر کا صورتحال پر کمزور اور خفیف رد عمل

- جب عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ پیچھے سے پھٹا دیکھا تو معلوم ہوا ہوگا کہ واقعاتی شہادت کے مطابق عورت جھوٹی ہے۔اسی نے یوسفؑ کو ورغلانے کی کوشش کی ہے۔
- عزیزِ مصر پر ساری حقیقت واضح ہو گئی لیکن اس کا ردِ عمل ایک انتہائی کمزور انسان کا ردو عمل ہے جس میں بے حمیتی اور بے چارگی ہے،اس نے اتنا کہنا ہی کافی سمجھا، کہ یہ تمہارا مکر ہے اور تمہارا مکر بڑا ہوتا ہے۔اور اس نے اپنی بیوی کو یہ کہنے تک کی جرأت نہیں کی کہ یہ تمہارا گھڑا ہوا فریب ہے بلکہ کَیْدَکُنَّ جمع مونث کی ضمیر ذکر کرکے بیوی کے فریب کو ساری عورتوں کے فریب سے منسوب کر دیا۔
- عزیز مصر نے یوسف (علیہ السلام) سے چاہا کہ زلیخا کے معاملے کو بھلاو اور اس کو چھپادے، اور یوسف علیہ السلام سے کہا کہ اس سے اعراض کر یعنی اس ماجرے کو بھول جا (حالات کو جوں کا توں رکھو) اور بیوی سے معافی مانگنے کا کہا
- یہاں ترقی یافتہ سوسائٹی کی ایک جھلک نظر آتی ہے۔اور وہ بھی صدیوں اور ہزاروں سال پرانی ترقی یافتہ سوسائٹی۔یوں نظر آتا ہے کہ گویا وہ آج ہی کی ترقی یافتہ سوسائٹی ہے۔اس قسم کی سوسائٹی کی پہلی خصوصیت ہی یہ ہوتی ہے کہ اس میں جنسی سکینڈل نظر انداز کردیے جاتے ہیں۔ان کو چھپایا جاتا ہے اور ایک انہیں ایک معمول (Norm) کے طور پر لیا جاتا ہے۔ دنیاوی حکمرانوں کے لیے عزت و ناموس کی حفاظت کوئی زیادہ اہمیت نہیں رکھتی کیونکہ وہ گناہ، برائی اور بے عفتی میں اس قدر غرق ہوتے ہیں کہ اس بات کی ان کی نظر میں حیثیت اور وقعت ختم ہوچکی ہوتی ہے۔

اضافی مواد

Reference Material

آیات ۲۱ - ۲۹ کے رموز واسباق

- امام قرطبیؒ فرماتے ہیں یعقوب (علیہ السلام) نے چاہا کہ یوسف کا خواب پوشیدہ رہے مگر اللہ نے اسے ظاہر کردیا برادران یوسف نے چاہا کہ وہ رو دھو کر اور جھوٹ پر مبنی خون آلود قمیض دکھا کر اپنے والد کو دھوکا دے سکیں۔ مگر اللہ نے ان کا جھوٹ ظاہر کردیا اسی طرح بعد میں زلیخا نے یوسف (علیہ السلام) پر تہمت رکھی مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی پاکدامنی ظاہر کردی الغرض اللہ رب العزت ہی اپنے کام پر غالب ہے مگر اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔(وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ)

وإذا أرادَ اللهُ نشْرَ فَضيلَةٍ طُويتْ أتاحَ لها لِسانَ حَسودِ - جب اللہ تعالیٰ کوئی ایسی فضیلت پھیلانا چاہتے ہیں جو لپیٹ دی گئی ہے تو اس کے لیے حاسدوں کی زبانوں کو مقدر فرماتے ہیں-(أَبُو تَمَّام)

- واقعات و حالات کا صحیح فہم ،ان کا تجزیہ اور ان سے درست نتائج اخذ کرنا اللہ تعالیٰ کی ودیعت کردہ نعمتوں میں سے ہے
- آنے والے واقعات کی تاریخ اور ان کا انجام پذیر ہونا، تقدیر الٰہی اور اس کے قدرت اور اختیار میں ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور اس کی پناہ طلب کرنا، شہوت رانی کے برے انجام سے محفوظ رہنے کا راستہ ہے
- گناہوں کی آلودگی اور زنا کے مواقع سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ کی پناہ لی جائے (یہ پیغمبرانہ اور مومنانہ روش ہے)
- انسان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ قریبی تعلق اور اس کی طرف توجہ اس کو گناہوں سے روکتی ہے
- زندگی میں نعمتوں، آسائشوں، کامیابیوں اور عنایات کا انتساب اسی کی طرف ہونا چاہیے جس کی وجہ سے یہ چیزیں ملی ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف)- [یوسف علیہ السلام نے اپنی زندگی میں عنایات کا سبب اللہ کی تدبیر بتایا- اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ]

آیات ۲۱ - ۲۹ کے رموز واسباق

- گناہ کا ارتکاب ، ناشکری اور اللہ کی نعمتوں کا کفران ہے اور یہ ظلم ہے
- اللہ کے رب ہونے پہ یقین، اس کے احسانات اور نعمتوں پر توجہ کرنا انسان کو گناہوں سے دور رہنے میں مدد دیتا ہے۔
- فحشاء و منکر کا ارتکاب اور اللہ کی نعمتوں کے مقابلے میں ناشکری کرنا، انسانی فلاح و کامیابی میں رکاوٹ اور مانع ہے
- یقین اور ایمان کی کمزوری کی وجہ سے گناہ سرزد ہو جاتا ہے۔
- گناہ سے آلودہ نہ ہونے کے لیے معصیت کے ماحول سے نکلنے کی کوشش کرنا ضروری ہے
- اگر نیک سیرت انسان (مرد یا عورت) پر بد چلنی یا کسی دوسرے گناہ یا جرم کا الزام لگے تو اسے ضرور اس کی صفائی دینی چاہیے
- نامناسب تہمتوں سے اپنا دفاع کرنا لازم ہے
- اپنے دفاع کے لیے دوسرے کے گناہوں کو افشاء کرنا جائز ہے
- حق گو اور انصاف پسند انسان اگرچہ قلیل تعداد ہی میں سہی ہر دور میں پائے جاتے ہیں
- قرائن کی شہادت (Circumstantial evidences) کو فیصلے کے لیے قبول کیا جاسکتا ہے اور اسی تائیدی شہادت کے لیے بھی پیش کیا جاسکتا ہے
- جنسی معاملات میں عورت کی فریب کاری نہایت خطرناک ہے (اِنَّ کَیۡدَکُنَّ عَظِیۡمٌ)
- انسان اللہ کے طرف رجوع کرنے والا ہو اور اپنے تمام معاملات اللہ کے سپرد کردے(وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ) تو مشکل اور بحرانی لمحات میں پروردگار کی وسیع حمایت انسانی مدد کو آ پہنچتی ہے(اس کا اللہ نے وعدہ فرمایا ہے، وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا...)

آیات ۲۱ - ۲۹ کے رموز واسباق

- قاضی کو فیصلہ کرتے وقت دعوی کے ساتھ ساتھ دلائل، قرآئن اور احوال کو بھی پیشِ نظر رکھنا چاہیے
- قاضی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ جب تک مدعی اور مدعا علیہ دونوں کی بات نہ سن لے تب تک فیصلہ نہ کرے
- بے حیائی اور فحش کاموں کے ناگزیر بیان میں بھی ممکنہ حد تک صراحت کے بغیر مبہم طرزِ کلام سے کام لینا چاہیے (حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک انتہائی فحش اور برے کام کو لفظ "سُوٓءِ یعنی برائی" سے تعبیر کرکے بتایا
- بظاہر حالات کتنے ہی نامساعد اور نارسا کیوں نہ ہوں دل میں مایوسی اور ناامیدی کو جگہ نہ دینی چاہیے اور اس یقین کو زندہ رکھنا چاہیے کہ ہر حال میں اللہ بندے کا کارساز ہے (یوسف علیہ السلام پر الزام لگنے کے وقت کی صورتحال کا سبق)
- قرآن تحقیق کی بنیاد محض تقدس پر نہیں رکھتا، قرآن بنیادی طور پر دلیل، تحقیق اور جستجو کو معیار ماننا اور منوانا چاہتا ہے، یوسف علیہ السلام کے معاملے میں قرآن نے (قمیص پھٹی ہونے کے) جس فیصلے کی توثیق کی ہے وہ دلیل اور مشاہدے پر مبنی ہے
- معاملات میں جائز اسباب اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں
- حالات و واقعات اور معاملات کا تجزیہ کرکے ان سے درست نتائج اخذ کرنا ایک خداداد صلاحیت ہے اور قیادت کے مطلوبہ اوصاف میں سے ہے
- اللہ تعالیٰ اپنی مشیئت، اپنے ارادے اور تدبیر پر قادر ہے، کوئی شے اور کوئی ذات، ارادہ الٰہی کو روکنے کی طاقت نہیں رکھتی (واللہ غالب علی امرہ ولکنّ اکثر النّاس لا یعلمون)

بیوی کے لیے قرآن میں استعمال ہونے والے الفاظ

بیوی کے لیے کوئی مخصوص لفظ نہیں ہے، قرآن میں جتنے الفاظ اس معنی میں آئے ہیں سب مجازاًاستعمال ہوئے

1. **زَوْج** : کے معنی جوڑا اور پھر جوڑے میں دونوں ایک دوسرے کا زوج ہیں (میاں بیوی کا زوج اور بیوی میاں کی زوج)۔ قرآن کریم میں کہیں بھی لفظ زوجہ (زَوْجَةٌ) نہیں آیا ہے فقہ، قانون اور عدالتی معاملات میں میاں اور بیوی میں فرق کرنے کے لیے زَوْجَة کا لفظ عورت (بیوی) کے لیے مستعمل ہوا

2. **حَلائِل**: حَلیلَةٌ کی جمع ۔ معنی حلال عورت (منکوحہ ۔ بیوی)۔ حَلِیلٌ بمعنی مرد (قرآن میں نہیں آیا)

3. **اِمْرَأَةٌ** : یہ لفظ عام عورت کے لیے بھی اور بیوی کے لے بھی استعمال ہوا ہے ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتَ نُوحٍ وَامْرَأَتَ لُوطٍ۔اللہ کافروں کے معاملے میں نوحؑ اور لوطؑ کی بیویوں کو بطور مثال پیش کرتا ہے

4. **نِسَاء**: اِمْرَأَةٌ کی جمع (غیر سالم) ہے معنی عورتیں (عام عورتیں بھی اور بیویاں بھی)

5. **صَاحِبَة** : صاحب (معنی ساتھی، دوست) کی مؤنث صَاحِبَة ہے جو بیوی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے

6. **اَهْل** ۔ انسان کے قریبی رشتہ دار۔ کبھی بیوی مراد ہو سکتی ہے إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِأَهْلِهِۦٓ إِنِّىٓ ءَانَسْتُ نَارًا

آیت ۲۳ میں لفظ "رَبّ" سے کیا مراد ہے؟

- قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۔ یہاں رب کے معنی میں مفسرین میں بہت اختلاف ہے
- مفسرین کی اکثریت نے یہاں "رب" کو اس کے وسیع معنی میں لیا ہے اور کہا ہے کہ دوسرے مقامات پر بھی رب کا لفظ آقا اور بادشاہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اس لیے یہاں بھی اگر آقا کے معنی میں لیا جائے تو قرآن کریم کے استعمال کے عین مطابق ہے۔ اس لیے یہاں رب سے مراد عزیز مصر ہے کہ جس نے حضرت یوسف (علیہ السلام) کے احترام واکرام میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی اور شروع ہی میں "اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ" کہہ کر یوسف علیہ السلام کے لیے اپنی بیوی سے سفارش کی تھی۔
- ان کے نزدیک یوسفؑ کا یہ کہنا اس بنا پر تھا کہ وہ اس عورت کو سمجھائیں کہ تم جس گناہ کی طرف مجھے دعوت دے رہی ہو، میں اس کی طرف اس لیے نہیں بڑھ سکتا کہ تمہارا خاوند میرا آقا ہے، اس نے مجھے اپنے گھر میں بہترین ٹھکانا دیا ہے، اس نے مجھے عزت واکرام سے نوازا ہے تو اس کی بیوی سے گناہ کا ارادہ بھی بہت بڑی خیانت ہے، یہ کام میں نہیں کر سکتا
- بعض دوسرے مفسرین یہاں رب سے رب ہی مراد لیتے ہیں، ان کا کہنا یہ ہے کہ گناہ سے بچنے کے لیے کسی انسان کا سہارا کسی عام انسان کے لیے بھی روا نہیں۔ چہ جائیکہ پیغمبر اس کی درخواست کرے۔ اس لیے یہاں ربی سے مراد رب کائنات ہی ہے، عزیز مصر نہیں۔ (دعوتِ گناہ کے اس لمحے میں آپ نے سب سے پہلے خدا کی پناہ مانگی قال معاذاللہ محض اپنے عزم وارادہ پر بھروسہ نہیں کیا، اس کے بعد پیغمبرانہ حکمت وموعظمت کے ساتھ خود زلیخا کو نصیحت کرنا شروع کیا کہ وہ بھی خدا سے ڈرے اور اپنے ارادہ سے باز آجائے)
- یہ بات ایک نبی کے درجے سے کہیں فروتر ہے کہ وہ ایک گناہ سے باز رہنے میں اللہ تعالیٰ کے بجائے کسی بندے کا لحاظ کرے اور قرآنِ مجید میں کوئی ایسی نظیر بھی موجود نہیں ہے کہ کسی نبی نے خدا کے سوا کسی اور کو اپنا رب کہا ہو

آیت ۲۳ میں لفظ "رَبّ" سے کیا مراد ہے؟

- **تاویل الاحادیث سے کیا مراد ہے؟**
- تاویل کا لفظ اَوْل سے مشتق ہے یعنی اپنی اصل کی طرف لوٹنا (أَوَّلَ یُؤَوِّلُ ، تأوِیْلاً کسی چیز کا اصل کی طرف رجوع ہونا..)
- تاویل کا لغوی معنی ہے کسی چیز کو پلٹانا، اِس لیے ہر کام یا بات کو اس کے آخری مقصد اور ہدف تک پہنچا دینے کو تأویل کہتے ہیں۔ یعنی بات کی اصل حقیقت یا اس کے اصل مصداق کے معنی میں آتا ہے
- جب کوئی انسان ایسی بات کہے کہ جس میں مخصوص مفاہیم و اسرار مخفی ہوں تو اس کے حقیقی مقاصد کو تاویل کہیں گے ۔ یا اگر کوئی شخص کچھ اقدام کرتا ہے جس کا اصلی ہدف واضح نہیں ہے لیکن آخر میں اسے معین کر دے تو اس چیز کو تاویل کہیں گے
- الْأَحَادِیْثِ ، حَدِیْثٌ کی جمع ہے جس کا معنی بات ہے
- **تاویل الاحادیث** سے عام طور پر خوابوں کی تعبیر مراد لیا جاتا ہے لیکن اس سے مراد صرف خوابوں کی تعبیر ہی نہیں بلکہ ہر بات کے موقع و محل کو سمجھنا، معاملات کا تجزیہ کرکے نتائج کو فوراً پرکھ لینا، اللہ تعالیٰ کے ارشادات کے مضامین کی تہ تک پہنچ جانا، معاملہ فہمی، دور بینی، باتوں کی تہہ تک پہنچ جانا، اصل حقیقت معلوم کرنے کی صلاحیت، دور رس بصیرت جس کی وجہ سے ہر بات کے انجام اور نتائج کو پہلے سے معلوم کر لینا
- رؤیا (خواب)، علوم نبوت کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ ہیں اور رؤیا میں حقائق، مجاز کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں، جن کو سمجھنا ایک ذہنی مناسبت کا مقتضی ہے، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ حضرات انبیا علیہم السلام کو تعبیر رؤیا کا ایک خاص ذوق اور ایک خاص علم بھی عطا فرماتا ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی اس کا علم دیا گیا